سوال نمبر ۱

(ا)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے لیے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور اگر تم ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے، یا تم اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا، پھر جس کو وہ چاہے بخش دے، اور جسکو چاہے عذاب دے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

تشریح:

تشریح طلب آیت کا تعلق ''سورۃ البقرہ'' سے ہے اس سورۃ کا آغاز دین کی بنیادی تعلیمات سے کیا گیا ہے یہ آخری آیات ہیں ان میں وہ تمام اصولی امور کو بیان کیا گیا ہے جس پر دین اسلام کی اساس قائم ہے۔ یہ دین کی اولین بنیاد ہے تمام چیزیں جو آسمان وزمین میں ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے دراصل یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جس کی بنا پر انسان کے لیے کوئی دوسرا طرز عمل جائز نہیں بس وہ اپنا سر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے جھکا دے۔ ہر انسان اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہے جس بادشاہ کے سامنے انسان جواب دہ ہے وہ غیب وشہادت کا علم رکھنے والا ہے حالانکہ وہ دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسے بھی جانتا ہے جو دل میں پوشیدہ گناہ ہیں انہیں بھی وہ ظاہر کر دیتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو وہ بہت گھبرائے کیونکہ دل کا وسوسہ آدمی کے قابو کی بات نہیں ہے۔ بہت سے وسوسے دل میں گزرتے ہیں آدمی اپنے کو روک کر ایک کام بھی ان وسوسوں کے موافق نہیں کرتا۔

ایک دن صحابہ کرامؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور ﷺ ہمیں نماز وروزہ جہاد اور صدقہ کا حکم دیا گیا تھا اور ہم ان پر عمل پیرا ہیں۔ اب آپ پر یہ آیت اتری ہے اور ہم اس کی تعمیل سے قاصر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا تم اہل کتاب کی طرح یہ کہنا چاہتے ہو کہ ''سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا'' ہم نے سنا اور نہ مانا آپ کو ''سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا'' کہنا چاہیے۔

جب صحابہؓ اس کا اقرار کر چکے اور ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے تو آپ ﷺ پر یہ آیات رَبَّنَا وَ إِلَيْكَ الْمَصِيرُ تک نازل ہوئیں۔ صحابہ کرامؓ نے جو اشکال پیش کیا تھا اس کا حل کیا آنحضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے ایمان کی تصدیق کی گئی۔ جس سے ان کے دل مطمئن ہو گئے۔

اب ارشاد ہوا کہ:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ:286)

ترجمہ: ''خدا کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا''۔

حضرت محمد ﷺ کا قول ہے۔

...... الحدیث ......

جو شخص کسی برے کام کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ اس کے اعمال نامہ میں لکھا نہیں جاتا۔

(تفسیر مظہری جلد اول)

سزا دینے اور معاف کرنے کے تمام اختیارات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو حاصل ہیں۔

www.paksights.com

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ (البقرہ:284)

ترجمہ: ''اور جسے چاہے گا عذاب میں مبتلا کرے گا۔''

حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ میں تمہیں تمہارے دلوں کے بھید بتاتا ہوں جس پر میرے فرشتے بھی آگاہ نہیں تھے۔ مومنوں کو تو خبر دے کر معاف فرما دے گا ہاں منافق اور شک وشبہ والے لوگوں کو ان کی تکذیب کی پوشیدگی پر اطلاع دے کر پھر ان کی پکڑ ہوگی۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرہ:284)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے وہ چاہے تو جس نے نیکیاں نہ بھی کی ہوں اس کی ذرہ برابر اچھائی کی بنیاد بنا کر یا وہ بھی نہ ہو تو غفور و رحیم ہونے کی خوبی کے باعث اسے معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ ہر عمل پر قدرت رکھتے ہیں۔

(ب)

(پیپر 2016ء سے سوال نمبر 1 (الف) کا جواب)

(ج)

(پیپر 2015ء سے سوال نمبر 1 (ب) کا جواب)

سوال نمبر 2

(ا)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔''

تشریح:

بنی الاسلام علی خمس یعنی اسلام کی عمارت کی تعمیر پانچ ستونوں پر ہوئی ہے۔ اِسلام کے معنی ویسے تو بہت وسیع ہیں، لیکن اس حدیث پاک میں مذکورہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جو عمارت کے ارکان یعنی ستونوں کا حکم رکھتی ہیں۔ ان سے بے نیازی اختیار کرتے ہوئے کوئی آدمی اسلام کے دیگر احکام میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی ارکان اسلام ہی میں محدود رہ جائے اور دوسرے احکام دین کی پرواہ نہیں کرے، کیونکہ صرف ستون کسی کام کے نہیں ہوتے۔ آدمی جنت کا مستحق تب ہی ہوتا ہے جب وہ ارکان اسلام کی تعمیل کے علاوہ یہ بھی کرے کہ حرام کو حرام سمجھ

www.paksights.com

حلال کو حلال جانے، کسی کے حق پر ڈاکہ نہ ڈالے اور حدود جو دین کی مقرر کردہ ہیں، ان کے اندر رہ کر اپنی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے گزارے۔ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرے۔ ارکان اسلام جس سے دین کی عمارت مکمل ہوتی ہے، ان پر عمل کرے۔ اگر ان میں سے عمل کے لحاظ سے ایک رکن بھی کمزور ہو تو مسلمان کے اسلام کی عمارت اس حد تک کمزور ہوگی۔ اس حدیث مبارکہ میں توحید رسالت، نماز، زکوٰۃ، حج، روزے کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے۔

توحید:

توحید کے معنی ایک ماننا یکتا جاننا ایک بنانا کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں توحید کا مطلب اللہ تعالیٰ کو اس کی ہستی اور اختیارات حقوق و افعال میں اکیلا یقین کر لینا عقیدہ توحید دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ ایک صالح عقیدہ ہے جس کو ایمان باللہ کہتے ہیں۔ دین اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک فرد سب سے پہلے اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ معبود حقیقی ہے۔ وہ اکیلا خالق کائنات اور واحد رب کائنات ہے۔ اس کی ذات وصفات میں کوئی کسی حیثیت سے بھی شریک نہیں ہے۔ حدیث مبارکہ کا آغاز توحید سے ہے اور توحید کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) توحید فی الذات
(2) توحید فی الصفات
(3) توحید فی الافعال
(4) توحید فی الحقوق
(5) توحید فی العبادات

توحید فی الذات:

اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے، کائنات کی ہر چیز جاندار، بے جاندار اس کی بنائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے۔ وہ ذات اول و آخر ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف ان الفاظ میں خود فرمایا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: ”کہو کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اُس کی برابری کرنے والا۔“

توحید فی الصفات:

اللہ تعالیٰ تمام صفات و کمالات میں بھی واحد ہے۔ اس جیسے اختیارات اور کسی کے پاس نہیں، اس کی خوبیوں کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے 99 نام صفاتی ہیں اور سب اچھے نام ہیں۔ سورۃ الاعراف میں ارشاد ہے۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا اور اللہ کے سب نام اچھے ہیں، انہی ناموں کو پکارا کرو۔

توحید فی الافعال:

دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے، کوئی کام اس کے حکم کے بغیر نہیں ہوتا۔ ان کاموں میں کوئی اور شامل نہیں۔ اللہ ہی سب کچھ کرتا ہے۔

www.paksights.com

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ (لقمن:34)

ترجمہ: "یقیناً اللہ تعالیٰ واقف ہے کہ قیامت کب ہوگی اور وہ بارش برساتا ہے اور جو کچھ رحموں میں ہے وہ جانتا ہے۔"

توحید فی الحقوق:

اللہ تعالیٰ کی ذات حقوق میں بھی واحد ہے، جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسی پر ایمان لایا جائے اور اسی سے ہی مانگا جائے۔ وہ الرحمٰن اور الرحیم ہے۔

توحید فی العبادات:

اللہ تعالیٰ عبادت کے لحاظ سے بھی واحد ہے، صرف اسی کی عبادت کی جائے۔ سجدہ اللہ کو ہی جائز ہے۔ تمام مذاہب نے اپنی تعلیمات میں سب سے زیادہ جس چیز کو اہمیت دی ہے، وہ اللہ کی عبادت کرنا ہے اور اللہ پر ایمان لانا۔

رسالت:

کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ ایسے کامل انسان کی رسالت کی تصدیق کرتا ہے، جس نے اپنی اُمت کو صحیح معبود کے متعلق تعلیمات سے آگاہ کیا۔ اللہ کے احکامات اس کے بندوں تک پہنچائے۔ اس رشتہ سے آگاہی پیدا کی کہ عبد کیا ہے اور معبود کون ہے۔ عبد کے کیا فرائض ہیں۔ عبد اور معبود کے درمیان کیا تعلق ہے، وہ کامل انسان حضرت محمد ﷺ ہیں، جو آخری نبی ہیں، جس نے اپنی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کہا، اطاعت کے لحاظ سے رسالت اصل دین ہے۔

آپ ﷺ کی شریعت نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا اور اگر اب پہلے انبیاء میں سے کوئی دُنیا میں آئے تو اس پر شریعت محمدی کو ماننا ضروری ہے۔ یہ شریعت جامع اور کامل ترین صورت میں ہے۔ حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں اور ان کا درجہ سب سے بلند ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

ترجمہ: "میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں۔

نماز:

نماز دین اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے۔ قرآن مجید میں بار بار نماز کا ذکر آتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: "نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جائے۔" (الروم:31)

قرآن مجید میں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:183)

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو، تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔''

روزے کا اصل مقصد تقوٰی پیدا کرنا ہے۔ روزہ انسان کو احساسِ زندگی، اطاعت امر، تعمیر سیرت اور ضبط نفس کا درس دیتا ہے۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے، جس کا اجر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

ترجمہ: ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔''

اس مہینے میں نیکی کا ماحول ہوتا ہے۔ شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جنت کو سجایا جاتا ہے۔ انسان کو دوزخ سے نکال لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص رمضان پائے اور نیکی نہ کرے، اس مہینے کی قدر نہ کرے تو وہ بدبخت انسان ہے۔

(ب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن انسان کے قدم آگے نہیں چل سکیں گے، جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے گا۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ اس نے اسے کن کاموں میں صرف کیا۔ اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں پرانا کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے اسے کہاں سے کمایا۔ اور کہاں خرچ کیا اور جن باتوں کا اسے علم تھا ان پر کہاں تک عمل کیا۔

تشریح:

اس حدیث میں انسان سے متعلقہ پانچ اہم سوالات کی تیاری کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

-1 زندگی:

اس حدیث میں زندگی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ سوال کیا جائے گا کہ زندگی کا کیا مصرف رہا؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذریت:56)

ترجمہ: ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا''۔

اللہ کی عبادت یہ ہے کہ ہر عملِ زندگی اس کی ہدایت کے مطابق کیا جائے۔ اس کی اطاعت سے ہٹ کر زندگی بسر کرنا بے وقوفی ہے۔ مجموعی طور پر اکثر انسان اسی معاملے میں خسارے کا سودا کرتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے زندگی کے صحیح طرزِ عمل کے بارے میں فرمایا:

www.paksights.com

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (سورہ عصر)

ترجمہ: ''زمانے کی قسم انسان خسارے میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور وصیت حق کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے''

اس طرح اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب زندگی کے لئے چار باتیں لازم کی ہیں۔

(1) ایمان (2) عمل صالح

(3) حق کی نصیحت (4) صبر کی تلقین

-2 شباب:

جوانی یا شباب زندگی کا بہترین حصہ ہوتا ہے۔ اس دور میں انسانی صلاحیتیں جوبن پر ہوتی ہیں۔ وہ اچھائی اور برائی پر عمل کرنے کی زبردست صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لئے عہد شباب میں خاص طور پر انسان کو منہ زور گھوڑا بننے کی بجائے پابند انسان کی طرح زندگی گزارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس دور کی اپنائی ہوئی عادات صالحہ یا بد ہمیشہ کے لئے زندگی کا جزو بن جاتی ہیں۔ اس دور کے فتنوں مثلاً عشق بازی، زنا، فضول وقت ضائع کرنا سے دامن بچا کر اپنی صلاحیتوں، وقت اور دولت کے صحیح استعمال کرنے پر زور دیا گیا ہے، تاکہ صلاحیتیں محفوظ رہ سکیں اور ان سے مثبت کام لیا جائے اور ان کے بارے میں جب محاسبہ ہو تو تسلی بخش جواب دیا جا سکے۔ اس دور میں حصولِ علم، عمل صالح، خدمت انسانیت خدا کی رضا کے لئے کی جائے۔

-3 ذرائع حصول دولت:

دولت بذاتِ خود جوانی کی طرح بہت نشہ آور ہوتی ہے، جس کی وجہ سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ اگر محاسبہ دولت کا خیال نگہبانِ زندگی رہے تو بہتر ہے۔ اسے اپنے ذرائع آمدن کے متعلق معلوم ہونا چاہیے کہ یہ حلال ہیں یا حرام۔ زندگی کے اعمال صالحہ کی قبولیت کی شرائط میں صرف حلال کا ہونا بنیادی شرط ہے۔ اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو جسم رشوت یا کسی اور حرام طریقے سے پلا وہ جنت میں نہیں جائے گا، اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے'' ایک اور جگہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: ''جو شخص حرام کا ایک لقمہ بھی اندر ڈالتا ہے اس کی چالیس دن تک عبادت قبول نہیں ہوتی'' کسب حلال کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''کسی نے کبھی اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا، مگر جو اس کے ہاتھوں کی کمائی ہے اور بے شک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھاتے تھے، اس لئے چوری، رشوت، جوئے، سمگلنگ، ملاوٹ، وزن میں کمی بیشی، جھوٹ اور دھوکے کی کمائی آخرت میں گلے پڑ جائے گی اور دُنیا میں اقتصادی تباہی کا باعث بنے گی۔ آج ہمارے زوال کی وجہ حرام کی کمائی اور اس کے اثرات بد ہیں۔

-4 صرف دولت:

حصولِ دولت کے ساتھ ساتھ صرفِ دولت پر بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں حساب ہوگا۔ صرفِ دولت کے انسان کے پاس جائز و ناجائز طریقے ہیں، ان میں سے ایک طریقہ فضول خرچی ہے۔

www.paksights.com

اللہ تعالیٰ نے بخل کی طرح فضول خرچی کی بھی مذمت کی ہے۔ فرمایا:

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ (بنی اسرائیل:27)

ترجمہ: "بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں"۔

اسلام نے کنجوسی اور فضول خرچی دونوں کی مذمت کی ہے، کیونکہ صرفِ دولت کے یہ دونوں طریقے غلط ہیں اور کفایت شعاری کی تحسین اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس کے علاوہ دولت اپنی ذات اور خاندان کے علاوہ غریبوں، مسکینوں اور معاشرے کے کمزور افراد پر بھی خرچ کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ دولت کے غلط مصارف مثلاً شراب، زنا وغیرہ پر خرچ سے بچنا چاہیے۔ مزید برآں نمود و نمائش پر خرچ سے بھی بچنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دولت خرچ کرنے کا حساب ہوگا اور غلط مصرف پر سزا ہوگی۔ اس کے علاوہ حرام چیزوں پر خرچ کرنے کی وجہ سے سخت عذاب آخرت ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے صرفِ دولت کے تمام ناجائز طریقوں سے منع کیا ہے۔

5- علم کے مطابق عمل:

اسلام نے ایسے علم کو بے کار قرار دیا ہے، جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اسی لئے ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ "علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی ہے"۔ ایک اور جگہ فرمایا:

"بے عمل عالم گدھ کی مانند ہے، جو آسمان پر اُڑتا ہے مگر زمین پر مردہ کھاتا ہے"۔

آج ہماری زندگی علم اور عمل کی جامع نہیں رہی، جس طرح علم آج عام ہے، عمل کم ہوتا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑی بڑی باتیں کرنے والا عمل کی دُنیا میں بونا نظر آتا ہے۔

سوال نمبر 3

ہجرت مدینہ کے نتائج

ہجرت اسلام تاریخی دور میں ہمیشہ کے لیے اہمیت کی حامل رہی ہے ہجرت مدینہ بھی ایک نئے دور کا آغاز تھا اس میں اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا اور مسلمانوں کو تکلیفوں سے نجات ملی۔

1- دین اسلام کا غلبہ:

ہجرت کے بعد مسلمانوں کو کفار پر ہمیشہ کے لیے غالب کر دیا گیا۔ مسلمان مکہ میں ہمیشہ زیر ہو کر رہے لیکن مدینہ میں ان کو آزادی حاصل تھی اور مسلمان ہجرت کے بعد ایمان میں اور زیادہ مضبوط ہو گئے اور مشرکین سے نجات کے بعد اپنے دین پر سختی سے کاربند رہنے لگے

2- ظلم و ستم سے نجات:

مسلمانوں کو تکلیفوں سے نجات مل گئی اور ان کو سکون محسوس ہوا کفار مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم کرتے انہوں نے انسانیت سوز تکلیفوں سے ان کا جینا حرام کر دیا تھا ان کی جائیدادیں مال و اسباب اور بیوی بچے تک چھین لیے گئے مدینہ میں اس ظلم و ستم سے کلی طور پر نجات مل گئی۔

www.paksights.com

3۔ پرامن ماحول:

ہجرت کے بعد مسلمانوں کو ایسا ماحول ملا کہ وہ اپنی زندگیوں کو سکون کے ساتھ گزار سکتے تھے اسلامی اعمال کی بجا آوری میں حائل رکاوٹیں دور ہو گئی تھیں اب مسلمان چین کی زندگی بسر کر سکتے تھے۔

4۔ اسلامی ریاست کا قیام:

نبی کریم ﷺ کی خواہش تھی کہ کوئی ایسا معاشرہ وجود میں آئے جس میں تمام تر اسلامی قوانین نافذ کیے جائیں کیونکہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے یہ اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ مسلمان اپنی زندگیاں اسلام کے قوانین اور اور اصولوں کے مطابق گزاریں اس سے معاشرے کے حصول کے لیے ایک الگ ریاست کی ضرورت تھی جو ہجرت کے بعد پوری ہو گئی اور آنحضور ﷺ کی خواہش بہت آسانی سے پوری ہو گئی اور ایک اسلامی ریاست وجود میں آئی جس کے سربراہ آنحضور ﷺ بذات خود تھے۔

5۔ اسلامی معاشرے کی تشکیل:

مسلمانوں کا آپس میں مل جل کر رہنے اور اسلامی ضابطوں کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کے جو سنہرے اصول اسلام نے سکھائے وہ ہجرت کے بعد ممکن ہوئے جس طرح انصار کا جذبہ ہمدردی اور مہاجرین کا جذبہ تشکر یہ سب کس طرح ممکن تھے بغیر ہجرت کے اپنے اقارب کو چھوڑ کر آنے والوں نے ایک نیا باب رقم کیا جس کا عنوان ہی دین سے محبت تھا۔

6۔ اشاعت اسلام میں حائل رکاوٹوں کا خاتمہ:

ہجرت کے بعد اشاعت اسلام میں حائل جتنی بھی رکاوٹیں سب کی سب ختم ہو گئیں اور مسلمان آزاد ہو گئے۔ کفار جو دوسرے لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے تھے ان کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور اسلام عرب اور عرب سے باہر ممالک تک پھیلنا شروع ہو گیا۔

یا

ازواج النبی ﷺ

نبی ﷺ کی ازواج کی کل تعداد گیارہ ہے۔ ان میں سے نو ازواج مطہرات آپ ﷺ کی وفات کے وقت موجود تھیں۔ ازواج مطہراتؓ کے مختصر حالات زندگی درج ذیل ہیں:

1۔ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد:

یہ آپ ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔ حضرت ابراہیمؓ کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہے۔ ان کے بطن سے آپ ﷺ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنا تمام مال اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ یہ شادی کے بعد پچیس

www.paksights.com

آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔ آپؓ نے جن سخت حالات میں بہادری سے حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دیا اس کی وجہ سے آپ ﷺ کو ان سے سب سے زیادہ محبت تھی۔ یہ اپنی زندگی میں آپ ﷺ کی اکلوتی بیوی کی حیثیت سے رہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا آسمان اور زمین کے اندر جتنی عورتیں ہیں خدیجہؓ بنت خویلد سب سے افضل ہیں۔ (صحیح مسلم) حضرت خدیجہؓ کے مقام کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اللہ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ حضرت خدیجہؓ کو خوشخبری دیں کہ جنت میں ان کا مکان موتی کا بنا ہوا ہے۔ (صحیح مسلم)

2۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ:

آپ ﷺ نے نبوت کے دسویں سال حضرت سودہؓ سے نکاح کیا۔ ان کا پہلا خاوند سکران حبشہ جا کر عیسائی ہو گیا تھا اور یہ بیوہ ہو گئیں تھیں۔ اس طرح انہوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ لمبا عرصہ گزارنے کا شرف حاصل کیا۔ انہوں دور عمرؓ میں وفات پائی۔ آپؓ نہایت نیک دل اور متقی خاتون تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کی دلداری کی اور آپ ﷺ کے بچوں کی پرورش کی۔

3۔ حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ:

نبوت کے دسویں سال نکاح نبوی ﷺ میں آئیں۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی محبوب ترین بیوی تھیں۔ یہ واحد کنواری خاتون تھیں جو آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ آپؓ تمام امہات المومنین میں سب سے بڑی عالمہ تھیں۔ آپؓ نے 58ھ میں وفات پائی۔ آپؓ کے مقام کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ان کا نبی ﷺ سے نکاح اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ ان کی سچائی کی گواہی اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ کی فضیلت اور عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت اور کھانوں پر۔ (صحیح مسلم)

4۔ حضرت حفصہؓ بنت عمر:

غزوۂ بدر کے بعد 3ھ میں نکاح ہوا اور 45ھ میں فوت ہوئیں۔ یہ بیوہ خاتون تھیں۔ آپؓ کے پہلے خاوند حضرت خنیس بن حذافہ جنگِ بدر میں زخمی ہو کر فوت ہوئے۔ اس کے بعد وہ آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ ان کا شمار اصحاب فتویٰ میں ہوتا تھا۔ آپ بکثرت نفلی روزے رکھتیں اور اللہ کا ذکر اور نوافل پڑھنے میں مشغول رہتی تھیں۔ وہ بڑی زاہدہ و عابدہ تھیں اور وفات کے وقت روزے سے تھیں۔ اللہ نے فرمایا: "وہ جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہیں"۔ وفات کے وقت تمام جائیداد صدقہ کر دی تھی۔

5۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ:

3 ہجری میں نکاح ہوا۔ اس سے پہلے یہ حضرت عبداللہؓ بن جحش کے عقد میں تھیں اور وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ سخاوت کی وجہ سے یہ "ام المساکین" مشہور تھیں۔ نکاح کے دو یا تین ماہ بعد فوت ہوئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وفات کے وقت آپؓ کی عمر تیس برس تھی۔ آپؓ نہایت نیک اور خدا رسیدہ خاتون تھیں۔

6۔ حضرت ام سلمہؓ:

ان کے پہلے خاوند کا نام حضرت ابو سلمہؓ تھا جو چار ہجری میں فوت ہوئے۔ 4ھ میں حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں۔ شہادت حسینؓ کے بعد وفات پائی۔ یہ بڑی دانشمند خاتون تھیں۔ آپ ﷺ ان سے اہم معاملات میں مشورہ کرتے تھے۔ آپؓ بڑی فیاض اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ ان کا شمار بھی فقہاء میں ہوتا تھا۔

www.paksights.com

سوال نمبر 4

انسانی تہذیب پر اسلام کے اثرات

اسلامی تہذیب نے ہر شعبے کے حامل انسانوں کو مہذب بنادیا درج ذیل اثرات انسان کو متاثر کرتے ہیں۔

علم پر اثرات:

علم کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں مسلمانوں نے ترقی نہ کی ہو۔ ہر میدان میں ایسا لوہا منوایا کہ آج بھی یورپ کی لائبریریاں مسلمانوں کی تصانیف سے بھری ہوئی ہیں کیونکہ مسلمان جانتا ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ فرمان ہے

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الزمر:9)

ترجمہ: ''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں''

پہلی درسگاہ دارارقم مکہ میں تھی وہ حضرت ارقمؓ کا گھر تھا۔ مدینہ میں مسجد نبوی مسلمانوں کی پہلی درسگاہ بنی جس میں حضور ﷺ تعلیم دیتے تھے اور طالب علم اصحاب صفہؓ تھے۔

خلافت راشدہ:

خلافتِ راشدہ کا جب دور آیا تو اسلامی تہذیب نے اپنا اثر دکھایا لوگ اس بات سے آشنا تھے کہ بھائی چارہ ایثار اور احسان کو نیکی میں شامل کر لینا چاہیے کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے قرآن مجید حفظ کرنے کو اور تجوید قرآن کو بہت بڑی نیکی قرار دیا اور بتایا ہے کہ ان اوصاف پر سزا وجزا کے اثرات مرتب ہوں گے۔ اسلامی تہذیب خلافت راشدہ کے دور میں بہت بلند تھی۔

اخلاقی پابندیاں:

اسلامی تہذیب کا اثر یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے نظام میں اخلاقی پابندیاں بھی لگائیں۔ اعلیٰ اخلاق انسان کی سب سے بڑی نیکی ہے۔ اسلامی تہذیب جس کا ورثہ ہے اس کا اخلاق سب سے اچھا تھا اس کے اخلاق کے بارے میں ہے۔

بے شک آپ ﷺ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔

نفرت کی دیواریں جتنی مرضی اونچی ہوں، مضبوط ہوں، خوش اخلاقی کے آگے یہ دیواریں ریت کی دیواریں ثابت ہوتی ہیں۔

بڑے سے بڑے دشمن کو بھی اخلاق اپنے قریب کھینچ لیتا ہے۔ اخلاق کی تکمیل کے لئے آپ ﷺ کو بھیجا گیا۔

بنو امیہ اور بنو عباس کا عہد:

علم نے سب سے زیادہ ترقی بنوامیہ اور بنو عباس کے دور میں کی۔ ہر شعبہ نے ترقی کی سائنس نے ترقی کی۔ فقہ مرتب ہوئی۔ حدیث کی کتابوں کو لکھا گیا۔ ہارون رشید نے تمام علماء کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور ایک علماء کی کمیٹی بنائی۔ اور خود اس کمیٹی کے سربراہ بنے کمیٹی کا کام تھا کہ دیکھیں کہ کس کس علم میں ہم پیچھے ہیں۔ جن علوم میں مسلمان پیچھے تھے ان میں ترقی کی۔ اس دور میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔

ذکریا رازی نے طب پر کتاب لکھی بوعلی سینا نے کتاب شفا لکھی القانون فی الطب بھی ان کی کتاب ہے۔

www.paksights.com

اُندلس:

اُندلس میں جب مسلمانوں کی حکومت تھی تو انہوں نے بہت کام کئے مسلمانوں نے ستر سے زائد لائبریریاں قائم کیں۔ اور بہت سی کتابوں کے لکھنے والے مسلمان ہی تھے۔ یورپ والوں نے جب ان کتابوں کا مطالعہ کیا تو وہ ترقی کی راہ پر چل نکلے اور سامنے ان کو کامیابی نظر آئی کہ ان کتابوں میں ہی سب کچھ ترقی کا ہے۔ جب اندلس میں اسلامی حکومت قائم کی تو ان کی کوشش تھی کہ ہر شخص پڑھا لکھا ہو۔

اندلس میں جب مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو ہر شخص اسلامی حکومت میں پڑھا لکھا تھا۔

ہند:

اسلامی تہذیب کا ہند پر بڑا اثر ہوا کئی ذاتوں میں بٹے ہوئے لوگ جو ہند میں رہتے تھے ایک لڑی میں پرو دیئے گئے۔ بہت سے دینی مدارس قائم ہوئے جن میں قرآن مجید اور احادیث کی تعلیمات کا آغاز ہوا۔ قرآن مجید کی مخالفت انگریزوں نے بھی کی اور ہندوؤں نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن اس مخالفت کے باوجود لوگ قرآن کو پڑھتے اور سمجھتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم مکہ مدینہ میں نازل ہوا۔ مصر میں اسے پڑھا گیا اور ہند میں سمجھا گیا۔

غلامی:

اسلامی تہذیب نے ہی آکر غلامی کا گلا دبایا غلامی کا رواج عام تھا۔ غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ حضرت محمد ﷺ نے زید بن حارثؓ کو آزاد کر دیا اور انہیں اپنا بیٹا بنا لیا۔ حضرت زینبؓ کی شادی بھی ان سے کر دی۔ نبی پاک ﷺ اکثر صحابہؓ کو جب وصیت کرتے تو یہی ارشاد فرماتے:

اپنے ہی جیسا حسن سلوک اپنے غلاموں سے کرو۔ آہستہ آہستہ غلامی کا خاتمہ اسلامی تہذیب نے ہی کیا۔

یا

(پیپر 2014ء سے سوال نمبر 4 کا جواب)

سوال نمبر 5

(ا)

ماضی: ضَرَبَ۔ مارا اسے ایک مرد نے

مضارع: یَضْرِبُ۔ مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد

(۲)

ایسے دس صحابہ جن کو زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی۔

(۳)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا

ترجمہ: "محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے"۔

(۴)

آپس میں رحم دل ہے اور کفار کے دل سخت ہیں۔

(۵)

تو اسطرح اللہ کی عبادت کر کہ جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ نہیں تو کم از کم ایسا ہے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(۶)

نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی امانتوں اور وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

(۷)

ایسا علم جو نفع نہ دے۔ ایسا دل جو ڈرتا نہ ہو۔ ایسا نفس جو سیر نہ ہوتا ہے۔ ایسی دعا جو قبول نہ ہو۔